خطبۂ افتتاحیہ

(از)

حضرت مولانا سید شاہ ولی اللہ حسینی صاحب چشتی معتمد مجلس انجمن پیشوایان مذاہب

(بر موقع)

جلسۂ یادگار اعلان خود مختاری سلطنت آصفیہ

بہ سرپرستی

صدر انجمن پیشوایان مذاہب ممالک آصفیہ

بمقام ٹاؤن ہال باغ عامہ منعقدہ ۲۹ رجب ۱۳۶۶ھ م ۰۰ جولائی ۱۹۴۷ء

معتمدین نشر و اشاعت

میر اکبر علی ناصری بی اے ال ال بی

وینکٹ حلیم ایڈوکیٹ بی اے ال ال بی

اعلیٰ حضرت [illegible] خسرو [illegible]

[illegible] سلطنتہ



جشن یادگار یوم خود مختاری سلطانی آصفیہ
بسرپرستی انجمن پیشوایان [illegible] منعقدہ
بتاریخ ۲۹ رجب سنہ ۱۳۲۸ھ

پیشوایان مذاہب و برادرانِ وطن!

اس مبارک جلسہ کا افتتاح اُس مالک الملک کے نام سے کرتا ہوں جو ابد تک کتنے ہی ناموں سے پکارا گیا اور ہمیشہ پکارا جاتا رہے گا۔ اُسی کے لئے بقا اور وجود ہے وہی سب کا معبود و مقصود ہے اور وہی ہے جس کا ہر فعل محمود ہے۔ اُس کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں اُن نفوس قدسیہ پر نازل ہوں جن کی نظریں ہر وقت عینیت پر جمی رہیں۔ دو کو ایک کر دکھایا تفرقہ و تشتت کی پریشانیوں کو اتفاق و اتحاد کی مسرتوں سے بدل ڈالا۔ اور قلب و روح کی اُن ساری بیماریوں کے بہترین نسخے بتا گئے جن کے سبب نوع انسانی بد سے بدتر انسانیت سوز لعنتوں میں گرفتار ہو گئی تھی۔

اور ہم اس وقت اپنے دوستوں سے ان کے اپنے پیے ہوئے دودھ کے معاوضہ خواہ نہیں بلکہ صرف مویشیوں کے طلبگار ہیں ہو سکتا ہے کہ جس طرح ہم نے کسی وقت اپنی ضروریات پر اپنے دوستوں کی ضروریات کو ترجیح دی تھی آج وہ بھی ہماری ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں پر ترجیح دیتے ہوئے ہماری اپنی امانتی چیزوں کو کچھ اضافہ کے ساتھ واپس کرنے کا خیال کریں۔ لیکن چونکہ ہمارے عطایا ہمیشہ غیر مشروط رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنی اس تاریخ کی حفاظت ضروری ہے اور مطالبات کو زیادہ پھیلانا نہیں ہے۔

اب ایک سوال یہ رہ جاتا ہے کہ ماں سے مراد کونسی حکومت ہے؟ اگر ہمارے مطالبات اپنی حکومت سے ہیں تو کہاں تک درست ہیں۔ اور اگر کسی اور سے ہیں تو بچہ کا اپنی ماں کے سامنے رونا کیا کام دے گا؟

ہمارا مسلک کیا ہو؟ حضرات!!!

مجھے بحیثیت ایک فرد رعایائے آصفی غیر مبہم الفاظ میں یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ ہمارا موقف کیا ہے اور طرز عمل کیا



حضرت مولانا سیدشاہ نور اللہ حسینی صاحب چشتی

معتمد عمومی صدر انجمن پیشوایان مذاہب

حیدرآباد دکن

ہونا چاہیئے؟ اس ... سے پہلے تو سمجھ لیجیے کہ ہمارے مطالبات دو حال سے ... نہ ہوں گے یا تو ان کا تعلق راست اپنی حکومت سے ہوگا ... حلیف حکومت سے۔ جن مطالبات کا تعلق ہماری حکومت سے ... ہمارے اور ہماری حکومت کے درمیان اندرونی یا بیرونی ... تیسری کڑی یا توسط نہ ہو کہ ساری خرابیاں اسی کی ... عالم وجود میں آتی ہیں اور جن مطالبات کا تعلق حلیف حکومت ... ان میں کسی وقت بھی ... حکومت کے توسط کو ہم اپنے ... سے نہ دیں ورنہ یہ ... ایک ... ی اہم بنیادی غلطی ہوگی ... میرا اصولی مسلک ہے جس ... راستہ اختیار کرنے والوں کی بِلَا خَوْفَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ... پیش ... کے ساتھ میں نے مخالفت کی۔

صورت حال کا مختصر جائزہ

عزیزانِ قوم ... نے اس افتتاحیہ میں تفصیل ... مسئلے ... امیں ... بحث کی ... ہیں ہے کیونکہ افتتاحیہ ... اجمالی خطبہ ... کہتے ہیں جس کی تفصیل میں دیگر خطبات اور ... ذکر ... ہیں اس لئے صرف چند اشاروں پر اکتفاء کرتے ہوئے آپ سے

رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ لیکن رخصت ہونے سے قبل آپ کو اپنی صورت حال کا جائزہ لینے کی دعوت دینا ضروری ہے کہ آپ اپنی تاریخ اور اپنے روایات کو سامنے رکھتے ہوئے آیندہ زندگی کے اسباب مہیا کریں۔ حضرت آصفجاہ اول نور اللہ مرقدہٗ نے جس حیات قومی کے تحفظ میں اپنے حسن تدبر اور اعلیٰ فراست سے کام اور ماضی کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں ہمارے مقام کو سمجھایا تھا آج انکی یاد میں جب ہم یہاں جمع ہیں تو کیا صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے مستقبل کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اور آئینی تدابیر کو رُو بہ عمل لانے کی ذمہ داریاں اس وقت ہم پر عاید نہیں ہوتیں؟

ہندوستان کی دستوری تبدیلیوں میں حیدرآباد کا موقف

عزیزانِ ملک! ہماری اولین فرصت میں اولین توجہ کا مستحق ہندوستان کی اہم ترین دستوری تبدیلیوں میں حیدرآباد کا موقف ہے کہ باعزت زندگی کے لئے جد و جہد ہر شریف آدمی کا پیدائشی حق ہے۔ تاریخ کا ہر متعلم جانتا ہے کہ مختلف اوقات میں جو معاہدات ہم نے اپنے معزز حلیف سے کئے ان کی

نوعیت اس وقت کیا تھی۔ اور اب کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ

ہمارے سارے معاہدات تاج برطانیہ سے متعلق تھے۔

اور آج جب کہ ہندوستان میں عوام پر اقتدار کی منتقلی کا

مسئلہ تصفیہ کے آخری منازل طے کر رہا ہو تو احدُ العاقدین کی

تبدیلی قانوناً سارے ماقبل کے معاہدات بھی خود بخود ختم

ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں اگر ہم نے بھی اپنی ذمہ داری کو

ہلکا بنانے اور حقوق کے تحفظ کے لئے توجہ دلائی تو ہر

اعتبار سے ہمارے حق بجانب ہونے میں ذرہ برابر شبہ کی

گنجائش نہیں۔ پھر جب کہ ہماری یہ ساری جد و جہد صرف

اس لئے ہو کہ ہم اپنی مزید توانائیوں کے حصول کے بعد

ماضی سے زیادہ مستقبل میں اپنے حلیف کے معین

و مددگار بن سکیں تو اس جد و جہد کی فرضیت اور بھی اہم سے

اہم تر ہو جاتی ہے۔

اب میں آپ سے رخصت ہوتے ہوئے دعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کے وقت کو سمجھنے کی ہمیں

توفیق عطا فرمائے اور اعلیٰحضرت جلالت الملک حکیم السیاست خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے

زیرِ سایہ مستقبل کی مسرتوں سے بہرہ اندوز رکھے ۔

آمین ثم آمین ۔

مطبوعہ

شمس الاسلام پریس

حیدرآباد